بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-8
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]
(2022ء)

Scholarly review of the methodology and style of Farahi School of thought in Qur'anic discipline

قرآنی نظم ومناسبت میں فراہی مکتب فکر کے منہج واسلوب کا علمی جائزہ

* **Dr. Abdul Ghaffar**
** **Muhammad Tahir Akbar**

Abstract*: There have been different opinions of scholars regarding mutual discipline between the verses & surahs of the holy Qur'an. Its status has always been as Tafseer bir-rai (تفسیر بالرائے). There are three groups of scholars in this regard. A group of scholars, on the basis of rationality, do not give any importance to this knowledge & consider it unnecessary. The second group is those who value the mutual discipline between the verses & surahs but do not consider it obligatory. The third group is those who recognize the whole Qur'an as organized & coherent. In this way, basically two types of mutual discipline emerge in the Qur'an. 1.The unity of the subject & the unity of the central point. 2.Correlation order & relevance of Qur'anic verses & surahs.*

Maktab e Farahi recognizes the holy Quran & the discipline of the Qur'an as a miracle. The Arab poets & writers turned to the Qur'an because of the topics in the holy Qur'an, the style of speech & mutual discipline between the verses & the surahs in the era of holy Prophet (P.B.U.H.) & his companions and acknowledged it as a divine miracle. This article presents the historical background of interpretation of Qur'an from Qur'an(تفسیر قرآن بالقرآن), mutual discipline between the verses & surahs of the holy Qur'an & the introduction of Maktab-e-Farahi & the scholarly work of the scholars of madrasat-ul-Islah, Azam Garh has been reviewed.

کلیدی الفاظ: تفسیر القرآن بالقرآن، موضوع حدیث، تخفیف، مطلق حکم

* Associate Professor, Department of Fiqh & Shariah, Islamia University of Bahawalpur
** Ph.D Scholar, Visiting Lecturer, The Islamia University of Bahawalpur.

تعارف : نظم و مناسبت قرآن دراصل اعجاز قرآن ہے اور ہمیشہ سے تفسیر بالرائے کا ایک موضوع رہا ہے۔1857 ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں اسلامی فکر کے احیاء کی تحریکیں جاری ہوئیں۔ ان میں ایک مکتبِ فراہی بھی ہے۔مکتبہ فراہی کا آغاز مولانا شبلی نعمانیاور مولانا فیض الحسن سہارنپوری دیوبندی کے شاگرد مولانا حمید الدین فراہیؒ کی فکر سے ہوا۔ آپکا اصل نام تو حمید الدین تھا لیکن آپ عربی تصانیف میں اپنا نام عبد الحمید لکھتے تھے۔ آپ نے نے برصغیر میں نظم قرآن اور تفسیر قرآن بالقرآن کو اجاگر کیا اور علمائے کرام کو اس جانب متوجہ کیا۔یوں برصغیر پاک وہند میں اس مکتب فکر کی بنیاد پڑی اور مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ نے خاص طور پر اس کام کو آگے بڑھایا۔1857 ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کی بہت سی علمی تحریکات سامنے آئیں۔ ان تحریکات میں سے زیادہ تر کے پس منظر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبد الرحیمؒ کے مدرسہ رحیمیہ کی خدمات نظر آتی ہیں۔ ان تمام علمی تحریکات کے طریقہ کار، مدار اور مرکز توجہ تو جدا جدا ہیں لیکن سب کی بنیاد قرآن اور سنت رسول ﷺ پر ہے۔ البتہ ان کے مابین بہت سے علمی اور فروعی اختلافات بھی نظر آتے ہیں۔ تحریک علی گڑھ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کی بھی علم بردار رہی تاکہ مسلمان معاشی اور معاشرتی طور پر بھی ترقی کریں اور اسی پس منظر میں مختلف سیاسی تحریکات بھی سامنے آئیں۔ دیوبند کی تحریک انگریزی استعمار کی وجہ سے برصغیر میں ایک علمی خلاء کو پر کرنے کی کامیاب معاشرتی اور سیاسی کاوش رہی۔ مکتب اہل حدیث یا سلفی تحریک نے عوام الناس میں موضوع احادیث اور من گھڑت قصے کہانیوں کی بجائے قرآن کریم اور متواتر، مشہور، عزیز اور صحیح احادیث کو رواج دینے کی راہ اپنائی اور عملی سیاست میں بھی حتی المقدور کردار ادا کیا۔ تحریک سنی بریلوی کا مدار اور مرکز توجہ لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولُ اللہ أُسوَۃٌحَسَنَۃ اور عشق رسول پر ہے۔ تبلیغی جماعت کا مدار اور توجہ کا مرکز تبلیغ اسلام اور اَمَر بِالمَعرُوف رہاہے، جماعت اسلامی نے بھی معاشرتی اور سیاسی طور پر

اسلامی فکر کی ترویج و اشاعت کی بھرپور کاوش کی۔ مکتب فراہی نے معجزاتی کتاب " قرآن کریم " اور تفسیر بالرائے کو اپنا مطمع نظر بنایا۔ زیر نظر مضمون میں تفسیر قرآن بالقرآن اور نظم قرآن کے حوالہ سے تاریخی پس منظر اور مولانا حمید الدین فراہیؒ و مکتب فراہی کا تعارف پیش کیا گیا ہے، تفاسیر اور نظم قرآن کے حوالہ سے کتب کا جائزہ لیا گیا ہے اس حوالہ سے خاص طور پر سید سلمان ندویؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ سمیت مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ کے فضلاء کے کام کا ذکر کیا گیا ہے نیز مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے شاگرد جاوید احمد غامدی کے کام کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

تفسیر قرآن بالقرآن کا تعارف

تفسیر قرآن بالقرآن کے حوالہ سے علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں!

فان قال قائل: فما احسن طرق التفسير فالجواب : ان اصح الطرق في ذالک ان يفسر القرآن بالقرآن۔

اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ تفسیر کا سب سے اچھا طریقہ کون سا ہے تو اس کا جواب ہے کہ اس کا صحیح طریقہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔

یہی بات علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) اور علامہ بدر الدین زرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی لکھی ہے۔ قرآن کریم میں ہی ایک بات کسی جگہ اجمال سے ہے تو دوسری جگہ تفصیل کے ساتھ۔ اگر ایک جگہ ایک بات مبہم نظر آتی ہے تو قرآن پاک میں ہی کسی دوسرے مقام پر اس کی تفصیل بھی ہوتی ہے جس سے اس کا اشتباہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ فاتحہ میں ”صراط الذین انعمت علیھم“ کی تفصیل سورہ النساء ”من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین“ میں موجود ہے۔

قرآن کی بعض آیات میں کوئی عمومی حکم ہوتا ہے اس کی تخصیص بعض دیگر آیات سے ہو جاتی ہے۔ بعض آیات کے ذریعے دیگر آیات میں پائے جانے والے مطلق حکم کی تقید و تحدید ہو جاتی ہے۔ جس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ قرآن کریم میں جو قصص مذکور ہیں ان کی تمام تفصیلات یکجا نہیں ہیں کہیں انہیں مجمل بیان کیا گیا ہے اور کہیں مفصل، کسی جگہ ان کے ایک پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے تو کسی جگہ دوسرے پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تفسیر بالقرآن کے ذریعہ الفاظ قرآنی کے معانی کی تعین میں بھی مدد ملتی ہے۔ قرآن کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ کسی جگہ ایک بات کو حذف کر دیتا ہے، دوسری جگہ اسی مضمون کی دوسری آیت میں کھول دیتا ہے یوں تفسیر بالقرآن کے ذریعہ اول الذکر مقام میں حذف کا پتہ چل جاتا ہے۔ قرآن کے کسی لفظ کے معنی کی درست تعین کے لئے مناسب ہے کہ قرآن میں اس لفظ کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات کو پیش نظر رکھا جائے تو اس لفظ کے معانی کی درست تعین ہونے میں مدد ملتی ہے۔ مصر کے مشہور ادیب شیخ امین الخولی اور اور ان کی شاگرد ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطیؒ نے اسے استقراء کا نام دیا ہے۔ بنت الشاطیؒ نے اپنی کتاب اعجاز القرآن للبیانی پر قرآن کریم کے اس اعجاز پر عمدہ بحث کی ہے۔

نظم یا مناسبت قرآن کا تعارف

عہد تابعین تا حال قریباً تمام مفسرین نے نظم قرآن یا مناسبات قرآن اور تفسیر قرآن بالقرآن کو دو الگ الگ موضوعات میں ہی بیان کیا ہے ۔ نظم قرآن کا تعلق قرآن کی بلاغت اور خوبصورتی ہے اور ہر ایک کے لئے اس کا سمجھنا اور جاننا ضروری نہیں جبکہ تفسیر قرآن بالقرآن دراصل تفسیر بالماثور میں سے ہے۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے بھی ان دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ قرآن کی ترتیب توقیفی ہے اور قرآن کی ہر سورت دوسری سورت سے اور ہر آیت دوسری آیت سے باہم مربوط ہے، یہ ایک معجزہ ہے اور پورا قرآن ہم

آہنگ ہے، اسے نظم قرآن کہتے ہیں۔ اس حوالہ سے عمدہ بحث اور تاریخی حوالہ جات زیر نظر مضمون میں مقدمہ نظام القرآن از مولانا حمید الدین فراہیؒ کے عنوان سے موجود ہے۔ یہاں صرف اتنا بتادینا ضروری ہے کہ یہ کوئی نیا موضوع نہیں ہے بلکہ عہد تابعین سے ہی مختلف مفسرین نے قرآن کریم کے اس معجزہ نظم قرآن یا مناسبت قرآن کے مطابق بہت سی تفاسیر کی ہیں، جن کی فہرست زیر نظر مضمون میں موجود ہے۔ امام رازیؒ اور امام بقاعیؒ نے اس حوالہ سے خصوصی کاوش کی ہے۔ علامہ بدرالدین زرکشیؒ اور علامہ جلال الدین نے سیوطیؒ نے بھی اپنی کتب میں ابن عربیؒ کی کتاب "سراج المریدین" کا مندرجہ ذیل حوالہ دیا ہے!

ارتباط ای القرآن بعضها ببعض حتی تکون کالکلمة الواحدة۔

قرآن مجید کی آیات ایک دوسرے سے اس طرح مرتبط ہیں گویا وہ ایک ہی کلمہ ہے۔

وحدت موضوع میں ہی دوسرا پہلو کسی ایک سورة کا موضوع ہے جس کے گرد اس سورة کی تمام آیات رکھ دی گئی ہیں۔ فراہی مکتب اسے سورة کا عمود کہتا ہے۔ اس کے علاوہ مکتب فراہی نے سورتوں کے گروپ بھی متعارف کرائے ہیں۔ مولانا فراہیؒ نے پورے قرآن میں موضوع اور بحث کے اعتبار سے سورتوں پر مشتمل نو گروپ بیان فرمائے ہیں لیکن مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور جاوید احمد غامدی نے سات گروپ بیان کیے ہیں ۔ ہر گروپ میں مکی اور مدنی دونوں سورتیں موجود ہیں۔ پہلا گروپ سورہ فاتحہ تا سورہ مائدہ ہے۔ عہد حاضر میں مکتبہ فکر فراہی کے علاوہ عرب دنیا اور برصغیر کے مفسرین نے نظم و مناسبت قرآن کے حوالہ سے جو قابل قدر کام کیا ہے اس کی ایک مختصر فہرست بھی زیر نظر مضمون میں موجود ہے۔

نظم قرآن اور تفسیر القرآن بالقرآن کا تاریخی جائزہ

قرآن کریم کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے اور قرآن کریم کی اعجازی خصوصیات میں الفاظ کا اعجاز، ترکیب کا اعجاز اور نظم کا اعجاز شامل ہے۔ جو تفاسیر نظم و مناسبت قرآن اور بلاغت کے حوالہ سے زیادہ معروف ہوئیں، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔ ان میں بالماثور اور بالرائے دونوں طرح کی تفاسیر شامل ہیں۔

تنزیہ القرآن عن المطاعن... ابوالحسن، قاضی عبدالجبار ہمدانی شافعیؒ۔ م415ھ / 1025ء۔

الکشاف عن حقائق التنزیل... ابوالقاسم، محمود بن عمر جار اللہ، خوارزمی زمخشری معتزلیؒ۔ م 538ھ / 1143ء۔

مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر)... فخر الدین، ابوعبداللہ، محمد بن حسین رازیؒ۔ م606ھ / 1209ء۔

کشف الاسرار وھتک الاستار... شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ۔ م628ھ / 1230ء ۔

تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان۔ علی بن احمد المہائمی، مخدوم شافعی۔ م835ھ / 1432ء۔

نظم الدرر فی تناسب الای والسور۔ ابوالحسن، ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط بن علی البقاعی۔ م 885ھ / 1481ء۔

الدر المنثور فی التفسیر الماثور۔ جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، شافعی۔ م 911ھ / 1505ء۔

السراج المنیر... شمس الدین محمد بن محمد الشربینی الخطیب شافعیؒ۔ م977ھ / 1569ء ۔

ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایا الکتاب الکریم... ابوالسعود، محمد بن محمد مصطفیٰ العمادی، م 982ھ / 1575ء۔

منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی... شیخ مبارک بن خضر ناگوری چشتی سہروردیؒ۔ 1001 ھ/1593ء۔

قرآن القرآن بالبیان... شیخ حکیم اللہ جہاں آبادی حنفی چشتی نقشبندیؒ۔م 1143ھ/1730ء۔

الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم... از شیخ طنطاوی جوہریؒ۔م 1358ھ/1940ء ۔

جواہر القرآن... مولانا حسین علی الوانی دیوبندیؒ میانوالی۔م 1944ء۔

تفسیر جواہر القرآن آپ کے تلامذہ مولانا غلام اللہ خان اور مولانا نذر شاہ عباسی نے آپ سے زبانی سن کر تحریر کی۔ مولانا حسین علی الوانی دیوبندیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا مظہر نانوتویؒ کے شاگرد ہیں۔ نظم قرآن کے حوالہ سے آپ کی اپنی تحریر کردہ کتاب بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن ہے۔

تفسیر القرآن بالکلام الرحمن... مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ۔م 1368ھ/1948ء۔

فی ظلال القرآن۔ سید قطب شہید۔م 1966ء۔

اضواالبیان فی ایضاح القرآن بالقرآن... الشیخ محمد الامین الشنقیطیؒ۔م 1390ھ/1970ء۔

تفہیم القرآن... مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ۔م 1979ء۔

الاساس فی التفسیر۔ شیخ سعید بن محمد دین حوی (شام)۔م 1989ء۔

التفسیر البیانی للقرآن... عائشہ بنت محمد علی عبد الرحمن الشاطیؒ المعروف بنت الشاطی، مصر۔ م 1996ء۔

عرفان القرآن... ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی۔ اشاعت 2005ء۔

التفسیر القرآنی للقرآن... الاستاد عبد الکریم الخطیبؒ رباط، مراکش۔م 2008ء۔

تیسیر التفسیر... فوقیہ ابراہیم الشربینی مد ظلہ العالی (مصر)۔ اشاعت 2008ء۔

التفسیر الموضوعی لسور القرآن الکریم۔ تالیف میں یو اے ای کے علماء کی ایک جماعت نے حصہ لیا۔ اشاعت 2010ء۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ کا تعارف

پیدائش 18 نومبر 1863ء، وفات 11 نومبر 1930ء۔ آپکا اصل نام تو حمید الدین تھا لیکن آپ عربی تصانیف میں اپنا نام عبد الحمید لکھتے تھے ۔ مولانا فراہی کی جائے پیدائش بھارت کے صوبہ یوپی) موجودہ اترپردیش (ضلع اعظم گڑھ کا ایک گاؤں پھریہا ہے۔ یہ شبلی نعمانی کا ننھیال اور فراہی کا وطن ہے۔ اس پھریہا کو عربی شکل دے کر مولانا اپنے نام کے ساتھ فراہی لکھا کرتے تھے۔ مولانا شبلی نعمانینہ صرف مولانا حمید الدین فراہیؒ ؒ کے استاد بلکہ ماموں زاد بھائی بھی ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی کی مدرسۃ الاصلاح،دار الندوہ اور دار المصنفین کے حوالہ سے شاندار خدمات ہیں۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ نے مولانا شبلیؒ کے بعد مدرسۃ الاصلاح کا نظم و نسق سنبھالا۔ مولانا فراہی ؒ نے علامہ شبلیؒ نعمانی کے علاوہ مولانا فضل حق خیر آبادیؒ کے ممتاز شاگرد مولانا فیض الحسن سہارنپوری دیوبندی ؒ سے بھی تعلیم حاصل کی، یوں وہ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے ہم مکتب بھی تھے۔ نیز وہ حضرت شاہ وارث حسنؒ کے خلیفہ مجاز حضرت قطب گنگوہیؒ سے بیعت ارادت بھی رکھتے تھے۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ مدرسۃ الاصلاح کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے قبل دارالعلوم حیدرآباد کے صدر بھی رہے، اس زمانہ میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ بھی وہاں طالب علم تھے۔ علی گڑھ کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فراہی ؒ کو میرٹ سکالرشپ ملتا تھا داخلے کے دو سال بعد 1893ء میں الہٰ آباد یونیورسٹی سے انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا، دو سال بعد 1895ء میں مولانا فراہی نے الہٰ آباد یونیورسٹی سے بی

اے کاامتحان بھی پاس کیا۔ اس کے بعد مولانا فراہیؒ نے قانون)ایل ایل بی (کی تعلیم حاصل کی اور ازاں بعد تدریس شروع کی۔

آپ کے جلیل القدر استاد مولانا شبلی نعمانیؒ آپ کی قرآنی فکر کو کس قدر اہمیت دیتے تھے اس حوالے سے سید سلیمان ندوی رقمطراز ہیں کہ مولاناحمید الدین فراہی ؒ نے نظم آیات کاجو تصور دیا، مولانا شبلی ؒ کواپنے اس شاگرد کے اس نظریے سے اختلاف تھااور وہ مولانا فراہیؒ کی کوششوں کو رائیگاں سمجھتے تھے لیکن جب انہوں نے انکی تفسیر کے متعدد اجزاء دیکھے تو قائل ہوتے چلے گئے اور داد دینے لگے اور آخر میں تو وہ حمید الدینؒ کی نکتہ دانی کے اس درجہ قائل ہوگئے تھے کہ قرآنی مشکلات کے حل میں وہ ان سے مشورہ لینے لگے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ تفسیر ابی لہب اور جمہرۃ البلاغہ کے اجزاء بغور دیکھے، تفسیر پر تم کو مبارکباد دیتا ہوں، تمام مسلمانوں کو تمہارامِمنون ہوناچاہیے۔ ذیل میں مولانا کی چند تصانیف کا ذکر موجود ہے۔

تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان، التکمیل فی اصول التاویل، الرائ الصحیح فی من ھو الذبیح، القائد الی عیون العقائد، النظام فی الدیانۃ الاسلامیہ، اَسالیب القرآن، اَسباق النحو، تحفۃ الاعراب، حکمۃ القرآن، خرد نامہ، دلائل النظام، دیوان ابی احمد الانصاری، رسالہ آخرت، رسالہ توحید، رسالۃ فی اصلاح الناس، رسالۃ فی عقیدۃ الشفاعۃ والکفارۃ، رسالہ نبوت، مفردات القرآن۔

فکر فراہی، منہج اور فکر فراہی کی حامل تفاسیر وکتب کی مختصر لسٹ

مکتب فکر فراہی تفسیر قرآن کے حوالہ سے سب سے زیادہ اہمیت ادب جاہلی، نظم ومناسبت قرآن اور تفسیر قرآن بالقران کو دیتاہے اور بعد ازاں سنت متواترہ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مکتب فکر فراہی عمومی طور پر احادیث کا انکار نہیں کرتا لیکن وہ کسی بھی ایسی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے جس سے قرآن کے کسی حکم کا نسخ ہو یا وہ قرآنی تعلیمات کے برعکس ہو۔

حدیث رجم کا انکار اس کی سب سے بڑی مثال ہے۔ زیر نظر مضمون میں اس حوالہ سے جامع بحث "مبادی تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحی "موجود ہے۔ اس فکر نے اصرار کیا کہ قرآن مجید ایک منظم اور مربوط کلام ہے، اور اس کا نظم فہم قرآن کی کلید ہے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کو اس کی نزولی ترتیب کی بجائے، الگ سے ایک خاص ترتیب سے مرتب کرایا اور اس ترتیب کی خلاف ورزی کی اجازت مطلقا نہیں دی گئی۔ فکر فراہی کی حامل تفاسیر کی مختصر لسٹ درج ذیل ہے۔

نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان... مولانا حمید الدین فراہیؒ۔ م 1349ھ 1930/ء۔

تفسیر قرآن بالقرآن ---مولانا سید سلمان ندویؒ۔ م 1953ء۔) یہ تفسیر ماہنامہ البعث الاسلامی میں قسط وار شائع ہوئی۔ (

تدبر القرآن... مولانا امین احسن اصلاحی۔ م 1997ء۔

البیان ---جاوید احمد غامدی۔ تفسیر البیان 2013ء شائع ہوئی۔

پروفیسر ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی مدظلہ العالی نے اپنی کتاب "مدرسۃ الاصلاح کے فضلاء کی قرآنی خدمات "میں مکتبہ فراہی کے دس معروف فضلاء کا ذکر کیا ہے۔

مولانا اختر احسن اصلاحی ---شیدائے قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی ---صاحب تدبر قرآن، مولانا ابو اللیث اصلاحی ندوی ---ماہر رموز قرآن، مولانا بدر الدین اصلاحی ---عالم قرآنیات، مولانا صدر الدین اصلاحی ---ترجمان فکر فراہی، مولانا داؤد اکبر اصلاحی ---ترجمان فکر فراہی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی ---شارح فکر فراہی، پروفیسر الطاف احمد اعظمی ---صاحب میزان القرآن، ڈاکٹر محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی ---قرآنی سکالر، ڈاکٹر محمد اجمل ایوب اصلاحی ---شروح و تحقیق، مفردات القرآن۔

مقدمہ نظام القرآن و تاویل الفرقان بالفرقان سے اقتباسات

مقدمہ تفسیر نظام القرآن میں مولانا فراہیؒ نہ صرف نظم و مناسبات قرآن کو عقلی دلائل سے ثابت کرتے ہیں بلکہ مختلف کتب خاص طور پر الاتقان سے حوالہ جات بھی کثیر تعداد میں نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں !اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے میں نے اپنی" تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان بالفرقان)"عربی (میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ آیات قرآن کے باہمی تعلق کو واضح کروں اور قرآن مجید کی ایک ایسی سادہ و صاف تفسیر لکھوں جو ان تمام اختلافات سے بالکل پاک ہو جو رسول اللہ ﷺ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

مولانا فراہی الاتقان سے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ نظم قرآن)مناسبات قرآن(کے حوالہ سے علامہ سیوطی" الاتقان "میں لکھتے ہیں":ابوحیّان کے شیخ علامہ ابوجعفر بن زبیر نے خاص اس عنوان پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اس کا نام"البرہان فی مناسبۃ ترتیب سور القرآن "ہے۔ نیز علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ ہمارے ہم عصروں میں سے شیخ برہان الدین بقاعی نے بھی اپنی کتاب "نظم الدُرر فی تناسب الآي والسور "میں نظم کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے۔) "۲ /۲۸۸ (اس کے بعد علامہ سیوطی نے خود اپنی ایک کتاب کا بھی ذکر کیا ہے جس میں سورتوں اور آیتوں کی مناسبت کے علاوہ اعجاز قرآن کے مختلف پہلو بھی انھوں نے بیان کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں کہ "نظم کا علم ایک نہایت اعلیٰ علم ہے۔ اس کے اشکال کی وجہ سے علما نے اس سے بہت کم بحث کی ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ تنہا شخص ہیں جنھوں نے اس کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی ہے۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآنی حکمت کا بڑا حصہ ترتیب و نظم کے اندر چھپا ہوا ہے۔

مجھ)حمید الدین فراہیؒ(پر نظم کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے، سب سے پہلے سورۂ بقرہ اور سورۂ قصص میں کھولا، اور اس کی طرف میری رہنمائی باہر سے نہیں، بلکہ خود قرآن کے

اندر سے ہوئی۔ میں قرآن کی تلاوت کا ہمیشہ سے دل دادہ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ میری سب سے زیادہ محبوب اور لذیذ کتاب یہی رہی ہے۔ میں سنا کرتا تھا کہ قرآن مجید چونکہ مختلف اوقات و حالات میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے، اس وجہ سے نظم کے اعتبار سے یہ سب سے زیادہ منتشر کتاب ہے، لیکن دو سورتوں میں مجھے نظم معلوم ہو گیا تو بقیہ سورتوں پر غور کرنے کی مجھے تحریک ہوئی۔ چنانچہ ایک طویل مدت تک میں قرآن مجید پر بار بار غور کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے برابر دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے نفس کی شرارتوں اور جہل کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔ ہر چند کہ حقیقت ایک عرصہ سے میرے سامنے بالکل واضح تھی، لیکن میری دلی خواہش یہی رہی کہ میں اس کے اظہار کی مسؤلیت اور اس کے خیر و شر کی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو بچالے جاؤں، لیکن مندرجہ ذیل اسباب نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس ذمہ داری کے اٹھانے سے گریز نہ کروں۔

۱۔ سب سے پہلی چیز جس نے مجھے اس ذمہ داری کے اٹھانے کے لیے مجبور کیا ہے، یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ تاویل کا بیش تر اختلاف اس بات کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے آیات کے اندر نظم کا لحاظ نہیں رکھا ہے۔ اگر نظم کلام ظاہر ہوتا اور سورہ کا عمود، یعنی مرکزی مضمون واضح طور پر سب کے سامنے ہوتا تو تاویل میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہوتا، بلکہ سب ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے۔

۲۔ دوسری چیز جو اس کے لیے محرک ہوئی، وہ ملحدین کا اعتراض تھا۔ انھوں نے قرآن مجید پر بے نظمی کا الزام لگایا اور میں نے دیکھا کہ علمائے اسلام کی جانب سے مدلل جواب نہیں دیا گیا۔

۳۔ علاوہ ازیں نظم کلام، کلام کا ایک جز ہوا کرتا ہے، اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو خود کلام کے مفہوم و معنی کا ایک حصہ غائب ہو جائے گا۔ ترکیب میں ایک زائد حقیقت ہوتی ہے جو ایک چیز کے متفرق اجزا میں الگ الگ نہیں ہوا کرتی۔ انگور اور شراب ایک ہی چیز نہیں ہے۔ اس سبب سے اگر کوئی شخص فہم نظام سے محروم رہ جائے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ خود کلام کی ایک بڑی حقیقت اس کی نگاہوں سے اوجھل رہ گئی۔

علاوہ ازیں یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ جہاں تک قرآن مجید کی آیتوں کی ترتیب کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس بارہ میں امت کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مسلمانوں کے جس قدر فرقے ہیں، سب کے پاس قرآن مجید اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے۔ اس بات پر بھی سب کا یقین ہے کہ کتاب الٰہی ایک سمندر ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ چنانچہ جس نے بھی اس علم میں سے کوئی حصہ پایا ہے، اس نے اس نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔ علامہ امام سیوطیؒ اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ "پہلے شخص جنھوں نے نظم و مناسبت قرآن کو ظاہر کیا شیخ ابو بکر نیشا پوری ہیںؒ۔ فقہ و ادب میں ان کا بڑا رتبہ تھا۔) " الاتقان فی علوم القرآن ۲ /۲۸۸(۔ شیخ ولی الدین ملوی نے کہا ہے ":جو لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیتوں میں اس لیے نظم نہیں تلاش کرنا چاہیے کہ وہ مختلف وقتوں میں مختلف حالات کے ماتحت نازل ہوئی ہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ نزول کے پہلو سے تو واقعات کے لحاظ سے ہیں، لیکن ترتیب کے پہلو میں ایک الگ حکمت ہے۔)" الاتقان فی علوم القرآن ۲ /۲۸۹(۔

یہی حال امام رازی ؒ کا ہے، وہ بھی جگہ جگہ تفسیر میں اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مخدوم مہائمی ؒ کی تفسیر کا موضوع ہی نظم ہے۔ انھوں نے اس نعمت کی عظمت کا جن لفظوں میں اعتراف کیا ہے اور اس کے مقابل میں اپنی بے مائیگی اور آلودگی کا جس درجہ ان کو احساس ہے، وہ ان کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ وہ اس علم کو محض فضل الٰہی کی بخشش قرار دیتے ہیں اور اسی احساس کے ماتحت انھوں نے اپنی کتاب کا نام "تبصیر الرحمان وتیسیر المنان " رکھا ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نظم ایسی ہی عظیم الشان اور کثیر المنفعت چیز تھی تو آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے متعلق کیوں سکوت اختیار فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی توضیح کیوں نہیں فرمائی؟ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ آیات کا موقع و محل صحابہ رضی اللہ

عنہم کے سامنے بالکل واضح تھا۔ وہ تمام تر انھی کے حالات اور انھی کے پیش نظر معاملات سے متعلق تھیں۔ اگر ہم بھی اس مبارک زمانہ میں ہوتے تو ان کا نظم ہمارے لیے بھی بالکل واضح ہوتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر بہت کم منقول ہے۔ زبان ان کی تھی، اسلوب ان کے تھے اور معاملات و حالات ان کے تھے۔ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہو۔ پھر نظم کے سمجھنے میں ہمارا اور ان کا حال یکساں کیسے ہو سکتا ہے؟

مبادی تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ

مولانا حمید الدین فراہیؒ کے شاگرد مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے کن تفسیری اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے "تدبر قرآن" کے نام سے ایک تفسیر لکھی اور اس کے پیچھے کون سے جذبات و ارادے کارفرما ہیں ان کو جاننے کے لیے مولانا کی کتاب مُبادیٔ تدبر قرآن کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے یہ کتاب ایک طرح سے دیکھا جائے تو تفسیر تدبر قرآن کا مقدمہ ہے۔ یہ کتاب چار مقالات پر مشتمل ہے فہم قرآن کے لئے بعض ابتدائی شرطیں، تدبر قرآن، تیسیر قرآن ارو تفسیر کے اصول ان میں مقالہ تیسیر قرآن بڑی اہمیت کا حامل ہے اس مضمون سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مولانا کی قرآن کریم پر گہری نظر تھی، اس میں تیسیر قرآن کے متعدد پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مکتب فکر فراہی تفسیر قرآن کے حوالہ سے سب سے زیادہ ادب جاہلی، نظم و مناسبت قرآن اور تفسیر قرآن بالقران اہمیت دیتا ہے۔ مبادی تفسیر قرآن میں مولانا امین احسن اصلاحی نے تفسیر کے چار قطعی اصول بیان کیے ہیں۔

۱۔ ادب جاہلی، ۲۔ نظم قرآن، ۳۔ تفسیر قرآن بالقرآن، ۴۔ سنت متواترہ۔

مبادی تدبر قرآن میں تفسیر کے چار قطعی ماخذ لکھ کر بعد ازاں فرماتے ہیں کہ اب میں آپ کے سامنے تفسری کے ظنی ماخذوں کی بابت عرض کروں گا۔ ظنی سے میری مراد یہ ہے کہ ان کے اوپر

ہر حال میں پورا اطمینان نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کے اندر چونکہ ظن اور شبہ کو دخل ہے، اس لیے ان کو قرآن کو تفسیر میں وہیں تک دخیل بنایا جائے گا جہاں تک وہ قرآن سے موافقت کریں۔ تفسیر کے ظنی ماخذوں میں سب سے زیادہ اشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ چیز احادیث اور آثار صحابہ ہیں۔ اگر ان کی صحت کی طرف سے پورا اطمینان ہوتا تو تفسیر میں ان کو یہی اہمیت حاصل ہو جاتی جو اہمیت سنت متواترہ کی بیان ہوتی ہے لیکن چونکہ ان کی صحت پر پورا اطمینان نہیں کیا جاسکتا، اس لیے ان سے تفسیر میں اسی حد تک فائدہ اٹھایا جائے گا جہاں تک یہ ان قطعی اصولوں کی موافقت کریں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مکتب فکر فراہی عمومی طور پر احادیث کا انکار نہیں کرتا لیکن وہ کسی بھی ایسی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے جس سے قرآن کے کسی حکم کا نسخ ہو یا وہ قرآنی تعلیمات کے برعکس ہو۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ایک کتاب "مبادی تدبر حدیث " بھی تحریر کی ہے، اس کتاب میں موطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو امہات فن میں شمار کیا ہے۔ مکتب فکر فراہی کے نزدیک قرآن کے کسی حکم کو قرآن کے سوا کوئی دوسری چیز منسوخ نہیں کر سکتی۔ بعض فقہاء نے حدیث کو بھی قرآن کے لیے ناسخ مانا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ مسلک درست نہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ انہوں نے پوری تفسیر تدبر قرآن)نو جلدیں (میں صرف قریباً چالیس احادیث تحریر کی ہیں۔

جاوید احمد غامدی، کا ترجمہ قرآن "البیان " منہج و خصوصیات

جاوید احمد غامدی صاحب نے ' البیان ' کے نام سے نظمِ قرآن کی روشنی میں قرآن مجید کا مربوط اور مسلسل ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ علامہ حمید الدین فراہی کے اصول تفسیر کی روشنی میں اور مولانا امین احسن اصلاحی کی مایہ ناز تفسیر تدبر قرآن کے تفسیری نوٹس کی تلخیص اور قرآن مجید پر غامدی صاحب کے ذاتی تدبر کی نتیجے کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ یہ تفسیر پانچ جلدوں میں ہے جو پہلی مرتبہ 2013ء میں شائع ہوئی۔

غامدی صاحب کی تفسیر کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مولانا اصلاحی اور مولانا فراہی کی تفاسیر میں نظم قرآن کا بیان تفسیری نوٹ میں ہے جبکہ غامدی صاحب نے البیان میں ترجمہ قرآن میں ہی نظم کا خیال اہتمام کیا ہے۔ البیان کے ترجمے سے ہی آیات کا ربط و نظم واضح ہو جاتا ہے۔ اور پڑھنے والے کو سارا تسلسل سمجھ آنے لگتا ہے۔ آیات سے آیات کا ربط واضح ہو جاتا ہے اور علم ہوتا ہے کہ ایک سورت دوسری سورت سے اور سورتوں کا ایک گروپ دوسرے گروپ سے کیسے مربوط ہے۔ یوں پورا قرآن ایک وحدت کی شکل میں سامنے آجاتا ہے، اور اس کا بنیادی پیغام بھی واضح ہو جاتا ہے۔

سب سے اہم بات قرآن کے موضوع کا تعین ہے۔ مولانا مودودی نے قرآن کا موضوع انسان کو قرار دیا ہے۔ لیکن مکتب فراہی نے قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ کی سرگزشت انذار قرار دیا ہے۔ جس کے نتائج اور اسباق انسانوں کے لیے ہدایت کا سامان ہیں۔ قرآن کا موضوع اگر انسان کو قرار دیا جائے تو پھر قاری قران کے ہر بیان کا مخاطب خود کو سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتا ہے۔ وہ ہر بیان میں خود کو فٹ کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ یہ منہج قران فہمی میں بڑی رکاوٹ ہے۔ فکر فراہی نے قرآن کو رسول اللہ ﷺ کی سرگزشت انذار)یعنی آپؐ کی اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کی داستان (قرار دے کر قران فہمی کی کلید ہاتھ میں تھما دی ہے جو قاری کو کسی غلط تفہیم پر جمنے نہیں دیتی۔ فکر فراہی کے مطابق ایسا کلام کیا کسی کو متاثر کر سکتا ہے، اور کیسے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن ہو سکتا ہے۔ حالانکہ قرآن کا دعوی یہی ہے کہ وہ میزان اور فرقان بنا کر نازل کیا گیا ہے تاکہ لوگ اپنے تنازعات میں اس کے ذریعے فیصلہ کریں۔

خلاصہ بحث

قرآن کریم کی آیات و سور میں باہمی نظم و مناسبت کے حوالہ سے علماء کی مختلف آراء رہی ہیں۔ چونکہ ان سارے مباحث اور تعبیرات کی بناء وحی پر نہیں تھی، اس لیے تفسیر قرآن میں تظم و مناسبت قرآن کی حیثیت تفسیر بالرائے کی ہی ہے۔ نظم و مناسبت قرآن کے حوالہ سے محض عقلی اور قیاسی و اجتہادی زور تھا اس لیے ان میں علماء کے مابین بے حد اختلافات بھی پیدا ہوا۔ ایک طرف تو بہت بڑی تعداد میں مفسرین کا وہ گروہ تھا جس نے اس علم کے محض عقلی ہونے کی بناء پر اس سے ذرہ برابر بھی اعتناء نہ کیا۔ دوسرا مکتبہ فکر وہ ہے جو نظم و مناسبت کو اہمیت تو دیتے ہیں لیکن ہر جگہ نظم تسلیم نہیں کرتے ار نہ ہی اسے لازمی قرار دیتے ہیں۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو پورے قرآن کو منظم اور مربوط تسلیم کرتا ہے اور اس طرح قرآن مجید میں نظم کی بنیادی طور پر دو اقسام ابھر کر سامنے آتی ہیں۔

1۔ وحدۃ الموضوع یعنی موضوع اور مرکزی نقطہ کی وحدت

2۔ مناسبت کی دیگر انواع جیسے الفاظ کا الفاظ سے ربط، اجزاء اور آیات کا نظم، آیات اور سورتوں کی مناسبت وغیرہ۔

مکتبِ فراہی نے نظم و مناسبت قرآن کو تفسیر بالرائے ہی سمجھا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مکتبہ فکر فراہی کے فضلاء نظم و مناسبت قرآن کے حوالہ سے بعض معاملات میں ایک دوسرے سے مختلف رائے بھی رکھتے ہیں۔ جس سے یہ علم ہوتا ہے کہ نظم و مناسبت قرآن کا معاملہ ایک فکری اور اجتہادی ہے لیکن اس کو تفسیر قرآن کا ایک لازمی اور جزو لاینفک قرار دینا درست نہیں ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ قرآن کریم ایک معجزہ ہے اور نظم قرآن اور مناسبت قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو ہر

شخص اپنی استطاعت اور فہم کے مطابق سمجھ سکتا ہے اور مستفید ہو سکتا ہے۔ عہد رسالت مآب اور عہد صحابہؓ میں قرآن کریم کے موضوعات، متن، انداز تخاطب اور نظم و مناسبت قرآن کے باعث ہی عرب شعراء اور ادیب اس کلام کی جانب متوجہ ہوئے اور اسے ایک معجزہ الٰہی تسلیم کیا۔

مکتبِ فراہی تفسیر قرآن کے حوالہ سے سب سے زیادہ اہمیت ادب جاہلی، نظم و مناسبت قرآن اور تفسیر قرآن بالقران کو دیتا ہے اور بعد ازاں سنت متواترہ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مکتب فکر فراہی احادیث کا انکار نہیں کرتا لیکن وہ کسی بھی ایسی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے جس سے قرآن کے کسی حکم کا نسخ ہوتا ہو جس کی سب سے بڑی مثال حدیث رجم کا انکار ہے۔ زیر نظر مضمون میں اس حوالہ سے جامع بحث "مبادی تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحی "موجود ہے۔

حوالہ جات

1۔ مولانا شبلی نعمانی م1914ء برصغیر کے معروف شاعر، ادیب اور عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹیؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے علم حاصل کیا بعد ازاں حصول علم کے لیے علی گڑھ سے منسلک ہوئے۔ مشہور کتب میں شعر العجم، موازنہ انیس و دبیر، الغزالی، الفاروق، علم الکلام، سیرت النعمان، عالمی شہرت یافتہ سیرت النبی ﷺ کا کچھ حصہ شامل ہے جسے بعد ازاں آپ کے شاگرد سید سلمان ندوی نے مکمل کیا۔

2۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ م1887ء برصغیر کے نامور عالم اور طبیب تھے۔ کچھ عرصہ علی گڑھ میں شعبہ عربی میں کام کیا بعد ازاں اورینٹیل کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

3 ترجمہ: بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ الاحزاب21:33۔

4۔ ابن تیمیہ، مقدمہ فی اصول التفسیر، المکتبۃ السلفیہ، قاہرہ، 1397ھ، ص32۔

5۔ الفاتحہ7:1۔

6۔ النساء69:4۔

7۔ محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی الامام فخر الدین الرازی القرشی البکری، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے معروف شافعی فقیہ، مفسر اور متکلم ہیں۔ 544ھ میں پیدا ہوئے اور امام بغویؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ تفسیر مفاتیح الغیب میں نظم و مناسبت قرآن اور تفسیر قرآن بالقران اور فصاحت وبلاغت کے حوالہ سے عمدہ کام کیا۔

8۔ ابو الحسن برہان الدین، ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط بن علی البقاعی، لبنان کے علاقے بقاع میں پیدا ہوئے اور دمشق میں 885ھ میں انتقال ہوا۔ آپ مورخ، مفسر، محدث اور ادیب تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام نظم الدرر فی تناسب الای والسور ہے۔ جو قرآن کریم کی سورتوں اور آیات میں ربط و تناسب کے پہلو سے قدماء میں ایک منفرد کاوش ہے۔

9۔ سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، مکتبہ دار الفکر لبنان، 1416ھ، ج2، ص 349۔

10۔ سید سلیمان ندوی، یادِ رفتگاں، مجلس نشریات اسلام کراچی، 2003، ص112۔

11۔ مولانا سید متین احمد شاہ، مولانا فراہی اور مدرسۃ الاصلاح کی علمی خدمات، براؤن پبلی کیشنز دہلی، 2015ء، ص 321۔

12۔ سید سلیمان ندوی، یادِ رفتگاں، ص۱۱۹۔

13۔ ابو سفیان اصلاحی، پروفیسر ڈاکٹر، مدرسۃ الاصلاح کے فضلاء کی قرآنی خدمات، فہرست، براؤن پبلی کیشنز، دہلی، 2019ء۔

14۔ www.ghamidi.tv/articles/premise-pertaining-to-commentary-on-quranic-system-40nizaam-ul-quran41-175

15۔ مولانا امین احسن اصلاحی، مبادی تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، 2013ء۔

16۔ ایضاً، ص217۔

17۔ مولانا امین احسن اصلاحی، مبادی تدبر قرآن، ص218۔

18۔ مولانا امین احسن اصلاحی، مبادی تدبر حدیث، فاران فاؤنڈیشن لاہور، 2013ء، ص146۔

19۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، جلد ا، ص ۲۷۔

20۔ جاوید احمد غامدی، البیان، المورید، ادارہ علم و تحقیق لاہور، 2016ء۔